AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 5, Issue 2, December 2021, PP: 123-132
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

تشبہ بالکفار کی ممانعت: شرعی و عقلی وجوہات کا تحقیقی جائزہ

Prohibition of Imitation of Infidels: A Scientific Review of Islamic and Rational Reasons

Muhammad Saleem[1], Mr. Allah Ditta[2]
[1]Associate Professor, Islamic Studies Department Emerson University Multan, Pakistan
[2]HoD (Islamic Studies), Federal Govt. Degree College for Women, Multan, Pakistan

Abstract

This research study intends to explore the causes about the resemblance or imitation of Muslims with infidels. In this world, there has always been a struggle between the Muslims and the Infidels, and the Infidels always tried to defeat the Muslims in every sphere of life. One of their tools is to bring closer to each other so that the identity of the Muslims could be diminished and weakened. and Muslims should be made like non-Muslims. Even though the Muslims do not adopt the same habits and manners as them, still they form the same shape and look like as non-Muslims. For this purpose, they adopt many strategies. In this article, the reasons for Muslims to be refrained from the infidels have been discussed and it has been stated that there are various motives why Muslims should avoid the imitation of infidels. In this regard, Social economic and intellectual reasons are important. Also, some reasons are Shariah, while some reasons are rational. In this article, all the aspects due to which Muslims adopt resemblance have been elaborated and at the same time it has been explained what is the Shariah status of these reasons and motivations. Moreover, the prohibition of imitation has been explained according to rationalism as well. It has been clarified that why even intellectually it is an undesirable and reprehensible act for Muslims to imitate the infidels. Where the Sharia prohibits this matter, common sense also forbids that Muslims must not adopt others religious ideas, and they should follow the path of Sunnah and do not adopt the thoughts, ideas, and actions of others so that the separate identity of Muslims could be established. The style of discussion is narrative and analytical.

***Keywords**: Infidels, Muslims, Imitation, Jurists, Society, Shariah, Causes, Rationalism*

CC BY

تمہید

اس دنیا میں ہمیشہ سے اہل حق اور اہل باطل کی کشمکش جاری رہی ہے اور اہل باطل کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ وہ اہل حق کو مغلوب کر سکیں اس ضمن میں وہ مختلف ہتھکنڈے اپناتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ امر بھی ہے کہ اہل حق کو مختلف طرح سے اہل باطل کے قریب لایا جائے اور ان اہل حق کو اہل باطل جیسا بنا دیا جائے۔ اگرچہ اہل حق ان جیسی عادات واطوار نہ بھی اپنائیں پھر بھی وہ اہل باطل جیسی وضع قطع اور شکل وشباہت بنالیں۔ اس مضمون میں مسلمانوں کے کفار سے تشبہ اختیار کرنے کی وجوہات کو زیر بحث لایا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ وہ کون سے اسباب وعلل ہیں جن کی بدولت مسلمان کفار کی مشابہت کو اختیار کرتے ہیں۔ یہ اسباب مختلف قسم کے ہیں جن میں سماجی معاشی اور فکری اسباب اہم ہیں۔ نیز کچھ اسباب شرعی ہیں تو کچھ اسباب عقلی بھی ہیں۔ اس آرٹیکل میں ان تمام پہلوؤں پر کلام کیا گیا ہے جن کی بدولت مسلمان کفار کی مشابہت کو اختیار کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بتایا گیا ہے کہ ان اسباب ومحرکات کی شرعی طور پر کیا حیثیت ہے؟ اور جو عقلی اسباب ہیں ان کی ممانعت کو عقلاً واضح کیا گیا ہے اور اس کی قباحتوں کو بتا دیا گیا ہے کہ کیوں عقلاً بھی مسلمانوں کا کفار سے مشابہت اختیار کرنا ناپسندیدہ اور مذموم عمل ہے؟ نیز جہاں شریعت اس امر کو روکتی ہے وہاں عقل سلیم کے نزدیک بھی یہ امر منع ہے کہ مسلمان اپنے دینی افکار ونظریات اور اعمال وافعال میں کسی اور کی پیروی کریں بلکہ دین اسلام کی ہی پیروی کریں تاکہ مسلمانوں کی ایک علیحدہ پہچان قائم ہو سکے۔ اس مضمون میں بحث کا انداز بیانیہ اور تجزیاتی رکھا گیا ہے۔

تشبہ بالکفار کی ممانعت کی شرعی وجوہات قرآن حکیم کی روشنی میں

ایک بندہ مومن کا مقصد حیات رضائے خداوندی کا حصول ہے اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک بندہ مومن اپنی زندگی کو اسلام کے ابدی اور زریں اصولوں کے مطابق استوار نہ کر لے۔ اور اپنی مرضی اور خواہش کو ختم کر کے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی مرضی اور خواہش کے تابع نہ کر دے۔ اسلام کا مفہوم ہی یہ ہے کہ "اللہ ﷻ کے حکم کے سامنے دل وجاں سے بلا چوں وچرا سر جھکا دینا"[1] چنانچہ جب بندہ مومن اسلام کے اس بنیادی اصول کو سمجھ لیتا ہے کہ اس مادر گیتی میں رہ کر وہ اس وقت تک رضائے خداوندی کی منزل تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ اسلامی احکامات کو اپنا اوڑھنا بچھونا نہیں بنالیتا۔ اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ

ا۔ وہ اپنی مرضی اور خواہشات کو اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی مرضی کے تابع نہ کر دے۔

ب۔ اپنی زندگی کو اسلامی احکامات کے مطابق ڈھال نہ لے۔

ج۔ بلکہ اس کی زندگی ایسی مثالی زندگی ہو کہ وہ سنت کا عملی نمونہ ہو۔ اور اس کے ہر ہر عمل سے خوشبوئے رسول آتی ہو جسے سونگھ کر عشاق کی مشام جاں معطر ہو جائے۔

اللہ رب العزت اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات میں سے ایک حکم مشابہت کفار سے اجتناب کا اور مخالفت کفار کے ارتکاب کا بھی ہے۔

ا۔ تشبہ بالکفار کی ممانعت مختلف وجوہ سے صاف ظاہر ہے۔ اور کسی ذی فہم پر اس کی خرابیاں مخفی نہیں ہوں گی۔ پہلی وجہ تو اس کی ممانعت کی یہ ہے کہ یہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے طریقے "صراط مستقیم" کے خلاف ہے اور ہمیں اس راستے پر چلنے کا حکم ہے۔ بلکہ ہمیں پانچوں نمازوں میں اس راستے پر چلنے اور اس کی دعا کرنے کا حکم ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ[2]

ہم کو سیدھے راستے چلا

اس کے تحت تفسیر بیضاوی میں ہے:

لا خفاء فيه أن الطريق المستقيم ما يكون طريق المؤمنين[3]

بلاشبہ صراط مستقیم مومنوں کی راہ ہے۔

اور تفسیر خزائن العرفان میں ہے:"صراط مستقیم سے طریق مسلمین مراد ہے جن امور پر بزرگان دین کا عمل رہا ہو وہ صراط مستقیم میں داخل ہے۔"[4]

وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ[5]

اور جس نے خدا (کی ہدایت کی رسی) کو مضبوط پکڑ لیا وہ سیدھے راستے لگ گیا

۲۔ تشبہ بالکفار کی ممانعت کی دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ جس وحدہ لاشریک کو ہم اپنا معبود حقیقی مانتے ہیں اسی خدائے برتر نے ہمیں کفار کی پیروی، مشابہت یا مماثلت سے روکا ہے اور ان جیسا بننے سے منع فرمایا ہے چنانچہ ایمان والوں کو چاہیے کہ خالق ارض وسماء کی بات پر عمل کریں تاکہ صحیح معنوں میں اس کے بندے کہلا سکیں ارشاد ربانی ہے

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ [6]

اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جنہوں نے خدا کو بھلا دیا تو خدا نے ایسا کر دیا کہ خود اپنے تئیں بھول گئے یہ بدکردار لوگ ہیں۔

اس آیت میں کہا جارہا ہے کہ اللہ رب العزت کے ذکر سے غافل ہو جانا ایمان والوں کا شیوہ نہیں ہے اس لیے کہ پہلی قومیں اللہ ﷻ کے ذکر یعنی نماز سے غافل ہو گئی تھیں اس لیے ہمیں ان جیسا بننے سے روکا جارہا ہے ایک اور مقام پر اللہ رب العزت ایمان والوں کو نبی ﷺ کا ادب واحترام کرنے کا اور ان کی دل آزاری نہ کرنے اور ان کو تکلیف نہ دینے کا حکم دے رہا ہے کہ یہ بھی بنی اسرائیل کی گھناؤنی حرکات میں سے ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی توہین کی اس لیے امت مسلمہ کو ان جیسا بننے سے روکا جارہا ہے ارشاد ربانی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا [7]

مومنو! تم ان لوگوں جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو (عیب لگا کر) رنج پہنچایا تو خدا نے ان کو بے عیب ثابت کیا اور وہ خدا کے نزدیک آبرو والے تھے۔

یونہی مشرکوں جیسا بننے سے بھی منع کیا جارہا ہے اور اس سے پہلے نماز کی ادائیگی کا حکم دے کر بتایا جارہا ہے کہ موحد اور مشرک کے درمیان فرق کرنے والی بنیادی چیز نماز ہے جو نمازی ہے وہی موحد ہے اور جو بے نمازی ہے وہ مشرک کی سی صفت رکھتا ہے ارشاد ربانی ہے۔

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ [8]

مومنو! اسی (خدا) کی طرف رجوع کئے رہو اور اس سے ڈرتے رہو اور نماز پڑھتے رہو اور مشرکوں میں نہ ہونا

تو کہیں حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام کی قوم کی طرح کم تولنے والوں کی طرح ہونے سے ممانعت کی جارہی ہے اور پورا تولنے کا حکم دیا جارہا ہے ارشاد ربانی ہے:

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ۚ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ[9]

(دیکھو) پیمانہ پورا بھرا کرو اور نقصان نہ کیا کرو اور ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو

اور کہیں اس خرقانامی عورت کی مثال دے کر سمجھایا جارہا ہے کہ ایک کام کرنے کا خود ہی حلف دیتے ہو پھر خود ہی اسے توڑ دیتے ہو ایسا مت کرو ارشاد ربانی ہے

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا [10]

اور اس عورت کی طرح نہ ہونا جس نے محنت سے تو سوت کاتا پھر اس کو توڑ توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

اور کہیں مغروروں اور سرکشوں کی طرح بننے سے روکا جارہا ہے ارشاد ربانی ہے:

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ[11]

اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو اتراتے ہوئے (یعنی حق کا مقابلہ کرنے کے لئے) اور لوگوں کو دکھانے کے لئے گھروں سے نکل آئے اور لوگوں کو خدا کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور جو اعمال یہ کرتے ہیں خدا ان پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔

اور کہیں پر حکم سننے کے بعد اس پر عمل کرنے کی بات کی جارہی ہے ارشاد ربانی ہے:

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ[12]

اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو کہتے ہیں کہ ہم نے (حکم خدا) سن لیا مگر (حقیقت میں) نہیں سنتے۔

تو کہیں یہود و نصاری کی طرح آیات قرانی یا اس کا مفہوم بدل کر پیسے لینے کی ممانعت کی جارہی ہے بد قسمتی سے یہ بیماری آج کل کے مسلمانوں میں بری طرح سرایت کر چکی ہے اور چند ٹکوں کے عوض دین کے مفہوم کو بدلنے کا رواج عام ہو تا جارہا ہے کہیں حکمرانوں کو ان کی مرضی کے فتوی دیئے جارہے ہیں اور کہیں مسلمانوں کو آپس میں لڑایا جارہا ہے تو کہیں دین کی تصویر یہود و نصاری کی منشا کے مطابق پیش کی جارہی ہے ارشاد ربانی ہے:-

وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ ثَـمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَاِيَّاىَ فَاتَّقُوْنِ[13]

اور اس سے منکر اول نہ بنو اور میری آیتوں میں (تحریف کر کے) ان کے بدلے تھوڑی سی قیمت (یعنی دنیاوی منفعت) نہ حاصل کرو اور مجھی سے خوف رکھو۔

اسی لیے ایک مقام پر اللہ رب العزت مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد اختیار کر کے باہم شیر و شکر ہونے کی اور تفرقہ بازی میں نہ پڑنے کی بات کر رہا ہے:-

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ[14]

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکام بین کے آنے کے بعد ایک دوسرے سے (خلاف و) اختلاف کرنے لگے۔

اور کہیں مطلقا کفار کی طرح بننے سے روکا جارہا ہے ارشاد ربانی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا[15]

مومنو! ان لوگوں جیسے نہ ہونا جو کفر کرتے ہیں۔

۳۔ تشبہ بالکفار کی ممانعت کی اگلی وجہ یہ ہے کہ اگر اس فعل میں کوئی مصلحت، خوبی یا فائدہ ہو تا تو وہ حکیم و خبیر ہمیں اس کا حکم ضرور دیتا اس لیے کہ حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہو تا اسی بات کو علامہ تفتازانی[16] نے شرح تلویح میں کچھ اس طرح بیان کیا ہے:-

لِأَنَّ الشَّارِعَ حَكِيمٌ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ[17]

اور یہ قاعدہ قران پاک کی ان آیات سے ماخوذ ہے:

قُلْ إِنَّ اللَّهَ لا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ[18]

کہہ دو کہ خدا بے حیائی کے کام کرنیکا حکم ہر گز نہیں دیتا۔

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ[19]

بیشک خدا سب کچھ جانتا (اور) حکمت والا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ[20]

کہ خدا ہر چیز سے واقف ہے۔

۴۔ تشبہ بالکفار میں ڈھیروں خرابیاں اور مفسدات پوشیدہ اور مضمر ہیں لیکن بفرض محال اس میں اگر کوئی اور خرابی یا گناہ نہ بھی ہو تب بھی یہ ترک کئے جانے کے قابل ہے اس لئے کہ یہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی مخالفت ہے۔ اور حکم رسول کی مخالفت اللہ ﷻ کی ناراضگی اور عذاب الٰہی کا سبب ہے۔ ارشاد قرانی ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ[21]

تو جو لوگ ان کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیے کہ (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو

۵۔ تشبہ بالکفار کی ممانعت کی اگلی وجہ یہ ہے کہ یہ کام اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا سبب بننے کے ساتھ ساتھ اسے جادہ ہدایت سے ہٹا کر گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔ اور اہل ایمان کے راستے کو چھوڑ کر کسی اور راستے کو اختیار کرنے کے متعلق وعید شدید آئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا[22]

اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر ﷺ کی مخالفت کرے اور مومنوں کے راستے کے سوا اور راستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے

۶۔ یہ اصول متفقہ ہے کہ کفار کے تمام اعمال کی بنیاد ضلالت اور گمراہی پر ہے۔ اور ان کے تمام اعمال فتنہ و فساد سے بھرپور ہیں اور اپنے دامن میں خباثتوں اور خرابیوں سے کسی بھی حال میں خالی نہیں۔ اگر ان میں کوئی اچھی بات ہو بھی تب بھی یہ اعمال کفار کے لیے مفید نہیں ہو سکتے۔ اس لیے کہ وہ ان کے لیے سراب کی مثل ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا[23]

اور جو انہوں نے عمل کئے ہوں گے ہم ان کی طرف متوجہ ہوں گے تو انکو اڑتی خاک کر دیں گے

۷۔ تشبہ بالکفار اس وجہ سے بھی ناپسندیدہ عمل ہے کہ یہ اللہ رب العزت کے پسندیدہ دین اسلام کے خلاف ہے اور دین اسلام کو اللہ رب العزت نے ہمارے لیے پسند فرمایا اور اسے مکمل کر دیا

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا[24]

آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

تو جب اس میں اس بات کی ممانعت کر دی گئی تو ایمان والوں کے لیے کامل و احسن یہی بات ہے کہ وہ اللہ رب العزت کے احکامات کی پیروی کریں اور تشبہ بالکفار سے دور رہیں۔ جب کہ اللہ ﷻ کے نزدیک دین صرف اور صرف اسلام ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ[25]

دین تو خدا کے نزدیک اسلام ہے

بلکہ اللہ رب العزت صرف انہی اعمال و افعال کو شرف قبولیت سے نوازے گا جو کہ دین اسلام کے مطابق ہوں گے ارشاد ربانی ہے:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ[26]

اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہو گا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانیوالوں میں ہو گا۔

تشبہ بالکفار کی ممانعت کی شرعی وجوہات احادیث کی روشنی میں

تشبہ بالکفار کی ممانعت کی شرعی وجوہات احادیث میں بہت صراحت سے بیان کر دی گئی ہیں اور ان میں کفار سے مشابہت کی خرابیوں اور ان کی ممانعت و نقصانات کو بھی قدرے تفصیل وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔ [27] اور ان احادیث میں ان کی ممانعت کی وجوہات اور اسباب و

علل بھی بیان کر دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے جو سب سے زیادہ مشہور و معروف حدیث ہے اس میں بھی اس کی خرابی کو بیان کر دیا گیا ہے کہ ایسا کرنے والا شخص انہی کے گروہ میں سے شمار کیا جائے گا۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ[28]

جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی، تو وہ انہی میں سے ہو گا۔

یعنی اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے یہ بتا دیا ہے کہ جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرتا ہے اس کا شمار انہی لوگوں میں کیا جاتا ہے۔ اس لیے کفار یا فساق و فجار کی مشابہت انتہائی بری ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو اس امر کے التزام کا اس حد تک احساس تھا کہ ابتدائے اسلام میں جب اذان مشروع نہیں ہوئی تھی تب کسی نے نماز کے لیے لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لیے کسی نے کہا کہ ایک نرسنگھا بنوا لیجئے جیسے یہودیوں کے یہاں ہوتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے یہ کہہ کر منع فرما دیا کہ یہ یہودیوں کا طریقہ ہے پھر آپ ﷺ سے ناقوس کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے اسے بھی نصاریٰ کا طریقہ بتلا کر منع فرما دیا۔[29] ایسے ہی تشبہ سے متعلق تقریباً ہر حدیث میں ہی اس کی ممانعت کی وجہ بھی بیان کر دی گئی ہے لیکن اگر وہ نہ بھی بیان کی جاتی تب بھی اہل ایمان کے لیے فرمان رسول ﷺ ہی کافی تھا۔ اختصار کے پیش نظر انہی دو احادیث پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ کہ ممانعت کی وجہ کفار سے مماثلت و مشابہت اور ان کی نقالی ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو کسی بھی امر میں کفار و فساق کی مشابہت سے اجتناب کرنا چاہیے۔

تشبہ بالکفار عقل کی روشنی میں

تشبہ بالکفار کی خرابیاں عقلی لحاظ سے بھی ہر ذی عقل و ذی شعور پر عیاں ہیں اس لیے کہ ایک مسلمان جو قرآن و سنت کی تعلیمات پر ایمان رکھتا ہے وہ کبھی بھی مغضوب اور ضالین کے طریقوں کو اپنانا نہیں چاہے گا لیکن یہ قاعدہ ہے کہ عوام دلیل نقلی کی بجائے دلیل عقلی سے زیادہ متاثر ہوتی ہے ایسے لوگوں کے لیے دلیل عقلی بیان کرتے ہوئے مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: "دلیل عقلی یہ ہے کہ اگر کسی صاحب سے جو مسئلہ تشبہ میں الجھ رہے ہوں، مخلی بالطبع ہونے کے وقت مجمع عام میں ایک زنانہ جوڑا پیش کر کے عرض کیا جائے کہ اس کو زیب بدن فرمالیجئیے، تو یقین ہے کہ اگر ان کا بس چلے تو متدعی کی جان تک لینے میں دریغ نہ فرمائیں۔ کیوں صاحب تشبہ کا مسئلہ اگر کوئی بالوقعت نہیں تو اس مقام پر عورت کے ساتھ تشبہ کے استدعا کرنے سے کیوں اس قدر غیظ وغضب نازل ہوا جب ایک مسلمان کے ساتھ تشبہ ونے سے تھوڑے فرق کی وجہ سے ناگواری ہے تو کافروں کے ساتھ تشبہ کرنے سے تو بوجہ اختلاف دین زیادہ غیرت ہونی چاہئے اور واضح رہے کہ حکم وردی اس حکم سے مستثنیٰ ہے، کہ وہ شعار منصب کا ہے اس کو تشبہ سے کوئی علاقہ نہیں۔"[30]

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ کہ اگر ایک بات ایسی ہو کہ جو تشبہ کو رفع کر دے تو تشبہ اثر پذیر نہیں رہتا مثلاً اگر پینٹ شرٹ پہن لی اور چہرے پر داڑھی ہے تو اس داڑھی کی وجہ سے کفار سے تشبہ نہ رہا ایسے لوگوں کی سوچ کا بطلان واضح کرتے ہوئے مولانا احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں: "سو باتیں تشبّہ کی ہوں ایک نہ ہو تو تشبّہ نہ رہے گا، ایسوں کی نگاہ میں شریعت مطہرہ کی تو جو قدر ہوتی ہے بدیہی ہے مگر انسانی عقل و تہذیب کو بھی رخصت کر دیا، کیا زید کے سے مسلک والا بشر طیکہ مجنون نہ ہو گوارا کرے گا کہ سر سے پاؤں تک زنانہ لباس انگیا، کُرتی، کلیوں دار پائچے، ہاتھ پاؤں میں مہندی رچائے صرف ٹوپی سر پر رکھ لے تشبّہ نہ رہا، کہ ادنیٰ فرق دفع تشبّہ کے لئے کافی ہے بلکہ ٹوپی کی بھی کیا حاجت ہے اس زنانے کپڑے کے ساتھ بنت کا دوپٹہ بھی سر پر اوڑھئے اور چوٹی بھی گندھوئیے، منہ کی مونچھیں ہی دفع تشبّہ کو بس ہوں گی حالانکہ ہر عاقل ایسے شخص کو زنانہ جانے گا بلکہ اگر تمام لباس مردانہ ہو ہتھیار لگائے گھوڑے پر سوار ہو اور بات کرے ناک پر انگلی رکھ کر تو یقینا تمام عقلاء اس پر ہنسیں گے اور اسے زنانہ کہیں گے، اس ایک ہی بات کے آگے وہ تمام لباس و سلاح واسپ کام نہ دیں گے، جس وضع کفار میں وہ جھوٹی تاویلیں سوجھیں کیا یہ حرکت کرنا بھی قبول کرے گا کہ آخر کافر سے تشبہ، عورت سے تشبّہ پر خبث وشناعت میں ہزار درجہ فائق ہے۔ اللہ عزوجل مسلمانوں کو ہدایت فرمائے۔ آمین! واللہ تعالیٰ اعلم۔"[31]

یونہی تشبہ کی دلیل عقلی کے متعلق مولانا عبدالقادر روپڑی نے بڑی تفصیل کے ساتھ کلام کیا ہے اور ان کا کلام اس ضمن میں بہت مفید ہے وہ لکھتے ہیں:"یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ جنس میں یا کسی وصف میں اشتراک اپنے اندر ایک خاص کشش رکھتا ہے جو طبعی طور پر یا عادی طور پر اثرانداز ہوتا ہے بلکہ تسخیر عقول کی خاصیت بھی اپنے اندر رکھتا ہے آپ وسیع طور پر نظر ڈالیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ تمام حیوانات میں جنس کو جنس کے ساتھ الفت ہے چیونٹی یا کیڑے مکوڑے تک اپنی جنس کو چاہتا ہے اور اس کے ساتھ ملکر خوش ہوتا ہے درندے پرندے حشرات الارض سب میں یہ جاذب موجود ہے اسی بنا پر کسی نے کہا ہے:

کند ھم جنس باہم پرواز

کبوتر با کبوتر باز با باز

یہ تو علی العموم حیوانات کی حالت ہے انسان چونکہ عہدہ عقل پر سرفراز ہے اور اس کی وجہ سے تمام حیوانات سے ممتاز ہے۔اس لیے اس میں جنسیت کے علاوہ اوصاف میں اشتراک کا بھی بڑا اثر ہے۔اگرچہ بعض اوقات دیگر حیوانات میں بھی اوصاف کا یہی عمل ہوتا ہے ۔چنانچہ بعض جنسوں میں بچے بچوں کے ساتھ خوش ہوتے ہیں ایک مجمع میں مختلف اوصاف کے لوگ بیٹھے ہوں تو آپ دیکھیں گے کہ ہر ایک اپنی جنس کی طرف مائل ہو گا۔بچہ بچے کو چاہے گا جوان جوان پر نظر ڈالے گا اور بوڑھا بوڑھے کی طرف دیکھے گا اگر کوئی انگریزی خواں ہو گا تو انگریزی خواں سے ملنا چاہے گا۔اگر عالم دین ہو گا تو عالم دین کی طرف توجہ کرے گا۔نیک کا جوڑ نیک کے ساتھ ہو گا اور بد کا بد کے ساتھ۔اور اگر مختلف مذاہب کے ہوں تو ہر ایک کو اپنے مذہب کی طرف مقناطیسی کشش ہو گی یہاں تک کہ صرف نام کی شرکت بھی جذبہ محبت پیدا کرے گی۔عیسائی ہندو چوہڑے چمار تک اپنے ہم مذہب کا پاس رکھے گا۔غرض جب دو شخص ایک وصف میں شریک ہوں گے تو خاص طور پر ان کے دل میں اس شرکت کا اثر ہو گا۔جو ایک دوسرے کی جانب توجہ کا باعث ہو گا یہاں تک کہ اگر ایک ملک کے دو غیر شخص غیر وطن میں ایک دوسرے کو دیکھ لیں تو خواہ مخواہ طبعیت ملنے کو چاہے گی۔اس موقع پر غیرت مذہب بھی درمیان میں حائل نہ ہو گی۔یہ باتیں رات دن کی مشاہدہ ہیں اور عقل بھی ان کی صحت پر شہادت دیتی ہے۔کیونکہ جب ایک شخص میں کوئی وصف پایا جائے گا تو اس کو پسند ہو گا یا غیر پسند۔اگر پسند ہو گا تو جب دوسرے میں بھی یہی وصف دیکھے گا ضرور اس کی طرف متوجہ ہو گا اگر غیر پسند ہو گا تو دوسرے میں پائے جانے سے اس کی وحشت دور ہو گی اور خیال کرے گا کہ میں اس میں اکیلا نہیں۔جیسے غیر وطن میں انسان وحشت اور تنہائی کی حالت میں ہوتا ہے۔جب اپنے ہم وطن سے ملتا ہے تو طبعیت میں ایک خاص انقلاب پیدا ہوتا ہے جو اس کی وحشت اور تنہائی کو دور کر دیتا ہے۔اسی اصول کے تحت لباس وضع قطع بھی ہے مثلا گاندھی کی ٹوپی پہننے والوں کو گاندھی سے کتنی الفت ہے یہ گویا ان کی امتیازی شے ہے۔اگر کوئی بے پروائی کرے اور کہے کہ گاندھی کی ٹوپی میں کوئی حرج نہیں ہے تو اس کی ڈبل غلطی ہے آج اس کو یہ ٹوپی پسند ہے کل کوئی اور شے پسند آجائے گی۔بعید نہیں کہ ان کے طور اطوار پسند آتے آتے اسی رنگ میں رنگا جائے۔کیونکہ یہ اشیا چیونٹی کی آہٹ کی طرح آہستہ آہستہ اپنا اثر کرتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر اپنے امرا اور سپہ سالاروں کو ہمیشہ لکھا کرتے تھے۔

ارتدوا واتزروا وزيوا بزى العرب الاول[32]

چدر پہنو تہ بند باندھو اور عرب اول کی وضع اختیار کرو۔

مطلب آپ کا یہ تھا کہ ایسا نہ ہو کہ آج تھوڑا تھوڑا ان کی طبائع پر اثر ہو اکل اس سے زیادہ ہو جائے جس کا نتیجہ اسلام سے بعد اور دوری ہے اسی بنا پر ایک قدسی روایت میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔خدا تعالی فرماتا ہے۔

لا تركبوا مراكب اعدائى و لا تلبسوا ملابس اعدائى و لاتسكنوا ساكن اعدائى فتكونوا اعدائى كما هم اعدائى[33]

یعنی دشمنوں کی سی سواریاں نہ کرو نہ ان جیسے لباس پہنو نہ ان کے سے مکانوں میں رہو ورنہ تم بھی ان کی طرح میرے دشمن ہو جاؤ گے۔

ماں باپ پیار محبت میں اولاد کو پیسے دیتے ہیں جس سے ان کو ایسی چاٹ لگتی ہے کہ آہستہ آہستہ ان کی عمر برباد ہو جاتی ہے۔ تھوڑی چوری سے زیادہ چوری کی عادت پڑ جاتی ہے۔ ذرا سی چوری کرتا ہے تو حرام کے لئے منہ کھل جاتا ہے۔ اسی طرح ہر شے تھوڑی سے بہت ہو جاتی ہے۔ جو لوگ انگریزی لباس پسند کرتے ہیں وہ آخر گلے میں صلیب کی شکل بنا لیتے ہیں۔ (یعنی نکٹائی اوریوں) کئی آہستہ آہستہ اسلام کو خیر باد کہہ دیتے ہیں یا کم از کم ان کو اسلامی وضع قطع سے نفرت تو ضرور ہو جاتی ہے جو انسان کی ہلاکت کے لیے کافی ہے۔"[34]

ان مختلف الفکر علماء کی عبارات میں عقلی لحاظ سے مشابہت کفار کی بہت سی خرابیوں کو جامع اور احسن انداز میں بیان کر دیا گیا ہے کہ دنیا میں کوئی بھی ذی شعور انسان کبھی بھی اپنے غیر قوم یا دشمن فرد کی مشابہت کو پسند نہیں کرتا۔ حتی کہ جانور اور پرندے بھی دیگر جانوروں اور پرندوں کی مشابہت کو پسند نہیں کرتے تو ایک مسلمان کو بھی کفار کی مشابہت کو کبھی بھی پسند نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے اپنے نبی پاک ﷺ کی سنت وعادت کو اپنانا چاہیے۔

خلاصہ بحث

شریعت مطہرہ میں کفار کی مشابہت سے ممانعت کی بہت سی وجوہات کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ وجوہات شرعی بھی ہیں اور عقلی بھی ہیں۔ ان وجوہات کا ذکر قران پاک میں بھی بیان کیا گیا ہے اور احادیث مبارکہ میں تو بہت زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ کہ کفار کی مشابہت دنیوی و اخروی بہت سی خرابیوں کا باعث ہے۔ عقل سلیم بھی اس امر کی تائید کرتی ہے کہ کفار کی مشابہت بہت سے مفسدات اور خرابیوں کا باعث ہے اس لیے کوئی بھی ذی شعور بندہ کفار سے مشابہت کو پسند نہیں کرے گا کیونکہ عقل سلیم اس کی ممانعت اور مفاسد کو بیان کرتی ہے لہذا قران وشریعت اور عقل دونوں اس بات پر ناطق ہیں کہ کفار کی مشابہت سے بچنا چاہیے بلکہ اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کو حرز جاں بنانا چاہیے تاکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کو حاصل کیا جاسکے اور دنیا و آخرت میں مسلمان کامیاب ہو سکے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 international license.

حواشی وحوالہ جات

[1]۔ ماخوذ: علي بن محمد بن علي الزين الشريف الجرجاني، م816ھ، کتاب التعریفات، ج1 ص23۔

[2]۔ سورۃ الفاتحہ:5۔

[3]۔ ناصر الدین أبو سعید عبد اللہ بن عمر البیضاوي، م685ھ، أنوار التنزیل وأسرار التأویل، (بیروت: دار إحیاء التراث العربي، 1418ھ) ج1 ص30۔

[4]۔ مولانا نعیم الدین مرادآبادی، م1367ھ، خزائن العرفان، (لاہور: ضیاالقران پبلی کیشنز،) ص1092۔

[5]۔ سورۃ آل عمران:101۔

[6]۔ سورۃ الحشر:19۔

[7]۔ سورۃ الاحزاب:69۔

[8]۔ سورۃ روم:31۔

[9]۔ سورۃ الشعراء:181-182۔

[10]۔ سورۃ النحل: 92۔

[11]۔ سورۃ الانفال: 47۔

[12]۔ سورۃ الانفال: 21۔

[13]۔ سورۃ البقرۃ: 41۔

[14]۔ سورۃ آل عمران: 105۔

[15]۔ سورۃ آل عمران: 156۔

[16]۔ فقہ و حدیث میں فائق اور علوم عقلیہ و نقلیہ میں ماہر و باہر تھے علوم الیاس زادہ شارح مختصر و قایہ سے حاصل کیے آپ کی تصنیفات سے حواشی تلویح، حواشی شرح وقایہ، شرح تہذیب اور شرح فرائض سراجیہ وغیرہ یادگار ہیں۔ (دیکھئے حدائق الحنفیہ ص385)

[17]۔ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازاني، م793ھ، شرح التلويح على التوضيح (مصر: مكتبة صبيح بمصر،) ج 1 ص329۔

[18]۔ سورۃ الاعراف: 28۔

[19]۔ سورۃ توبہ: 28۔

[20]۔ سورۃ البقرۃ: 231۔

[21]۔ سورۃ النور: 63۔

[22]۔ سورۃ النساء: 115۔

[23]۔ سورۃ الفرقان: 23۔

[24]۔ سورۃ مائدۃ آیت 3۔

[25]۔ سورۃ آل عمران: 19۔

[26]۔ سورۃ آل عمران: 85۔

[27]۔ دیکھیں: اللہ دتہ، ایم فل مقالہ بعنوان تشبہ بالکفار کے بارے میں فقہا کی آراء کا تحلیلی مطالعہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، سن تکمیل 2016ء، ص 34-40۔

[28]۔ ابو داؤد سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، م275ھ، سنن ابو داؤد، (بيروت: المكتبة العصرية صيدا،) جز4 ص44، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة، رقم حديث 4031۔

[29]۔ ایضاً، جز1 ص163، كِتَاب الصَّلَاةِ، بَابُ الْإِمَامِ يَقُومُ مَكَانًا أَرْفَعَ مِنْ مَكَانِ الْقَوْمِ، حديث 597۔

[30]۔ مولانا اشرف علی تھانوی، م1943ء، اصلاح الرسوم ص 38۔

[31]۔ مولانا احمد رضا خان، م1336ھ، فتاوی رضویہ (لاہور: رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، 1423ھ) ج24 ص551-552۔

[32]۔ ان الفاظ سے تو کوئی حدیث نہیں مل سکی تاہم اسی مفہوم کی لیکن اس سے ملتے جلتے الفاظ سے یہ حدیث ملی ہے: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى: «أَمَّا بَعْدُ، فَاتَّزِرُوا، وَارْتَدُوا، وَأَلْقُوا السَّرَاوِيلَاتِ، وَأَلْقُوا الْخِفَافَ، وَاحْتَفُوا، وَانْتَعِلُوا، وَقَابِلُوا بَيْنَهُمَا، وَاخْشَنُوا، وَاخْشَوْشِنُوا، وَاخْلَوْلِقُوا، وَتَمَعْدَدُوا، فَإِنَّكُمْ مَعَدٌّ، وَارْتَمُوا الْأَغْرَاضَ، وَاقْطَعُوا الرُّكُبَ، وَانْزُوا عَلَى ظُهُورِ الْخَيْلِ نَزْوًا، وَاسْتَقْبِلُوا بِوُجُوهِكُمُ الشَّمْسَ، فَإِنَّهَا حَمَّامَاتُ الْعَرَبِ، وَإِيَّاكُمْ وَزِيَّ الْأَعَاجِمِ، وَتَنَعُّمَهُمْ، وَعَلَيْكُمْ بِلِبْسَةِ أَبِيكُمْ إِسْمَاعِيلَ» أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي، م458ھ، السنن الكبرى (بيروت: دار الكتب العلمية، 1424ھ / 2003ء) ج10 ص25، بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الرَّمْيِ، حديث 19738۔

[33]۔ یہ حدیث مرفوع نہیں ہے بلکہ اسرائیلیات سے ہے اور اسے حضرت مالک بن دینار نے روایت کیا ہے۔ دیکھئے: شیخ شہاب الدین احمد ابن حجر ہیتمی، م 974ھ، الزواجر عن اقتراف الکبائر، ج1 ص25۔

[34]۔ حافظ عبد اللہ روپڑی، فتاوی اہل حدیث، م1384ھ، (سرگودھا: ادارہ احیا السنتہ النبویہ ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن، 1983ء) ج2 ص 578-581۔